# اللہ کہاں ہے؟

(کتاب وسنت اور اقوال صحابہ وسلف کی روشنی میں)

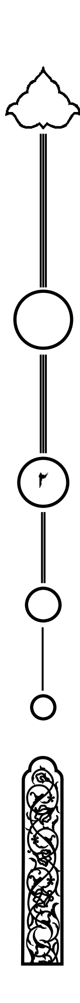
تالیف

عبد الرحمن ضیاء قاضی

تقدیم

فضیلۃ الشیخ سید توصیف الرحمن راشدی حفظہ اللہ

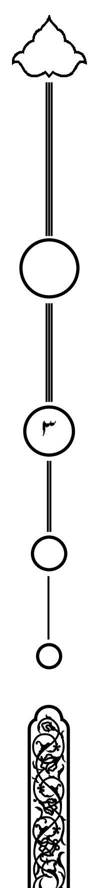
# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم




اشاعت اول–1435 ہجری

# فہرست





# تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين
أما بعد

انسان کا سب سے اعلی اور ارفع شرف یہ ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی کی پہچان حاصل کرے جس نے اسے عدم سے وجود بخش کر دنیا میں آباد کیا ہے. اللہ تعالی نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے. اللہ تعالی فرماتے ہیں(وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ –سورۃ الذاریات:56)"میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے".

مالک کائنات کی پہچان اور تعارف کے بغیر عبادت کا تصور ناممکن ہے اللہ تعالی نے پیغمبر علیہ السلام سے مخاطب ہوکر فرمایا:(فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ –سورۃ محمد:19)"جان لیجیے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے"اس آیت کریمہ میں پہلے علم و تعارف اور رب کی پہچان حاصل کرنے کا حکم ہے. اللہ تعالی کی صحیح پہچان فہم سلف (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین واتباع التابعین رحمہم اللہ) کی روشنی میں ہی حاصل کی جاسکتی ہے اللہ تعالی نے فرمایا:(فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا –سورۃ البقرۃ:138)"اگر وہ اس طرح ایمان لائیں جیسے تم لائے ہو تو یہ ہدایت پا جائیں گے".

زیر نظر کتابچہ "اللہ کہاں ہے" اللہ تعالی کی صفت استوی علی العرش کے متعلق ہے. اس میں برادرم عبد الرحمن ضیاء قاضی نے قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالی سات آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے. موصوف نے عقلی دلائل سے بھی اسی مؤقف کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے. اللہ تعالی اس کتابچہ کو مسلمانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے.

وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين.

کتبہ: توصیف الرحمن راشدی

# مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له وأن محمدا عبده ورسوله .

أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم و شر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (آل عمران : 102)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ( النساء : 1)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (الأحزاب 70,71 )

اللہ کہاں ہے؟ یہ سوال رسول اللہ ﷺ نے کیا اور جب جواب ملا کہ آسمان پر تو آپ ﷺ نے اس جواب پر ایمان کی گواہی دی۔

## اہل سنت والحدیث اور اہل بدعت کا موقف اور عقیدہ:

ان کا موقف کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں یہی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر بلند ہے اور یہ کتاب اسی اثبات میں ہے ۔

اہل بدعت نے اللہ تعالیٰ کے مخلوقات پر بلند ہونے کا انکار کیا بعض نے کہا کہ اللہ ہر جگہ ہے اور بعض نے کہا نہ وہ اوپر ہے اور نہ نیچے نہ دائیں اور نہ بائیں ان کے نزدیک وہ معدوم (جس کی کوئی ذات نہیں) ہے اور حلولیہ اور وحدۃ الوجود والوں نے تو دعوی کیا کہ وہ ہر چیز میں ہے اور

بعض نے تو اس سوال اللہ کہاں ہے؟ کو ہی ناجائز قرار دیا۔

اہل بدعت نے کتاب وسنت اور مومنین سلف صالح کا راستہ چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کے مستحق ہوئے "جو شخص باوجود راہ ہدایت کی وضاحت ہو جانے کے بھی رسول کا خلاف کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے") سورۃ النساء: 115)۔

## کتاب کی ترتیب:

میں نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ رحمہم اللہ، اجماع اور عقل و فطرت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ حصہ دوم میں اہل بدعت کے شبہات اور ان کا ازالہ اور رد ہے۔ ان سب میں اختصار کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

## اس موضوع پر کتب:

امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "اجتماع الجیوش الاسلامیة علی حرب المعطلة و الجھمیة" اور امام ذھبی رحمہ اللہ کی دو کتابیں "کتاب العرش" اور "العلو" اس موضوع پر انتہائی مفید ہیں۔

کتاب کی تکمیل میں معاونت فرمانے والے احباب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں خصوصا فضیلۃ الشیخ سید توصیف الرحمن الراشدی حفظہ اللہ کا جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور کتاب کی تقدیم کی۔

تمام احباب سے درخواست ہے جہاں بھی غلطی پائیں اس سے ضرور مطلع کریں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب کے مولف، مولف کے والدین، عزیز و اقارب کے لیے اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا باعث بنائے۔ آمین

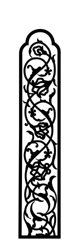
وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ابو ہشام عبد الرحمن ضیاء قاضی

19 محرم 1435 ہجری

سعودی عرب، الریاض





# کلام اللہ سے دلائل

① إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ( الأعراف : 54 )

"بے شک تم سب کا پالنے والا وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر بلند ہوا"۔

استواء علی العرش اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ہے جس کا معنی سلف صالح نے بیان کیا ہے کہ وہ عرش پر بلند ہوا۔

امام فی التفسیر مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"استوی: عرش پر بلند ہوا"

[ صحيح البخاري , قال الألباني وصله الفريابي بسند صحيح عن مجاهد مختصر العلو ص101]

اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کا معنی تو ہمیں معلوم ہے مگر کیفیت کا علم اورادراک ہمیں نہیں، اور نہ ہی کیفیت کے متعلق سوال جائز ہے اور نہ ہی کیفیت بیان کر کے مخلوق سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

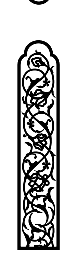


امام مالک بن انس اور ان کے استاد امام ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رحمہما اللہ سے جب استواء کے بارے میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

"استواء مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس کے بارے میں سوال بدعت ہے"۔

[شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للإمام اللالكائي 664-665]

استواء مجہول نہیں سے مراد استواء کا معنی معلوم ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ عرش پر بلند ہوا۔



امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا اصل معنی معلوم ہے اور پھر مذکورہ قول امام مالک رحمہ اللہ کا پیش کیا۔

[ شرح العقيدة الطحاوية ص : 75]

اور کیفیت معقول نہیں سے مراد کیفیت کا ادراک ہماری عقل نہیں کرسکتی۔

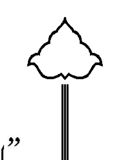
"اسکے بارے میں سوال بدعت ہے" سے مراد کہ کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔

②۔ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ( النحل : 50 )

"اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں"۔

③۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ( الأنعام : 18)

"اور وہ غالب ہے اپنے بندوں کے اوپر اور وہ حکمت والا خبر دار ہے"۔



④۔ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ( المعارج : 4)

"اور فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں"

⑤۔ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر : 10)

"اس کی طرف (ستھرے) طیب کلمات چڑھتے ہیں"۔

⑥۔ بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ ( النساء : 158 )

"بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (عیسیٰ علیہ السلام) اپنی طرف اٹھالیا"۔

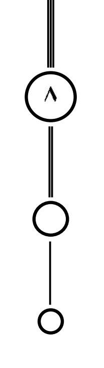
⑦۔ إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ( آل عمران : 55)



"جب اللہ تعالی نے کہا اے عیسی میں تجھے قبض کرنے والا ہوں اور اپنی جانب اٹھانے ولا ہوں"

⑧۔تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ( الزمر :1)

"اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب باحکمت کی طرف سے ہے"۔



⑨۔أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ ( الملك : 16)

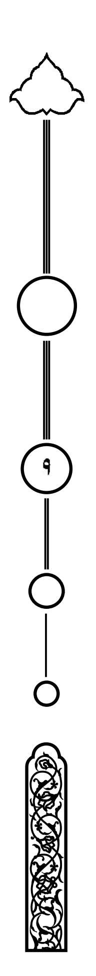
"کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمان پر ہے"

یہاں پر اور اس جیسے دوسرے مقامات پر "فی" "علی" (پر) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

## امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس چیز کی وضاحت کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان پر ہے' اہل سنت والجماعت کے مفسرین کے نزدیک اس بارے میں دو رائے ہیں ایک "فی" بمعنی "علی" (پر) ہے، اور دوسرا آسمان سے مراد علو (بلندی) ہے اور اس چیز میں وہ اختلاف نہیں کرتے اور اس کے علاوہ کسی اور معنی پر محمول کرنا جائز نہیں

[ شرح العقيدة الطحاوية ص : 265 ]



# احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلائل

(۱) حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا"اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لئے بہت برا قرار دیا۔ میں نے عرض کیا کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ، میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا"اللہ کہاں ہے" اس نے کہاں آسمان پر۔ آپ نے پوچھا"میں کون ہوں"؟اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"اسے آزاد کر دو بے شک یہ مومنہ ہے"

[ صحيح مسلم حديث : 537 , سنن أبي داود حديث 3828]

امام ذھبی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اور اسی طرح ہماری رائے ہے کہ جس کسی سے بھی سوال پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے؟ تو وہ اپنی فطرت کے مطابق جواب دے آسمان پر"۔

اس حدیث میں دو مسئلوں کا ذکر ہے، پہلا یہ جائز ہے کہ مسلمان سے پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے؟ اور دوسرا یہ کہ جس سے پوچھا جائے وہ کہے آسمان پر، جس نے ان دونوں مسئلوں کا انکار کیا اس نے مصطفی ﷺ پر انکار کیا۔[مختصر العلو ص:81]

اس لونڈی کو عقیدے کے اتنے اہم مسئلے کا علم تھا ہمارے آج کل نام نہاد علماء اگر ان سے اس متعلق سوال کیا جائے تو ان کا جواب اس جواب سے بالکل مختلف ہو گا جس جواب پر آپ ﷺ نے ایمان کی گواہی دی۔

اس بات کو بھی مد نظر رکھا جائے اگر کسی مسلمان سے یہ سوال کیا جائے کہ"اللہ کہاں ہے"؟ تو انتہائی حکمت کے ساتھ کیا جائے۔

مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ وہ عجمی تھی اور اس نے آسمان پر کہنے کی بجائے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو اسکی سند ضعیف ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس

میں عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ ابن مسعود الکوفی راوی ہے جسے اختلاط ہو گیا تھا۔

[ مختصر العلو ص :81 ]

بعض متعصب مقلدین (کوثری وغیرہ) نے اس حدیث کی صحت کو مشکوک کرنے کی کوشش کی شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کارد مختصر العلو میں کیا جو مزید تفصیل کا طالب ہے وہ اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

②۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان پر جو ہے وہ تم پر رحم کرے گا“

[ سنن أبي داود حديث :4941 , سنن الترمذي حديث :1923]

③۔حضور ﷺ کے سونے کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے کو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس نے مجھ پر اعتبار کیا جو آسمان پر ہے“

[ صحيح البخاري حديث 4351 , صحيح مسلم حديث : 2500 ]

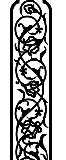
④۔رسول ﷺ نے خطبہ حج کے موقع پر فرمایا:

”میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے اگر اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہر گز گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ کی کتاب ہے اور تم سے (قیامت کے دن) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے (پورا دین) پہنچادیا اور (اپنا فرض پوری طرح) ادا کر دیا اور (امت کی) خیر خواہی کی نبی ﷺ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی اور لوگوں کی طرف جھکائی اور تین بار فرمایا: ”اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ“

[ صحيح مسلم حديث : 1218 , سنن ابن ماجه حديث 3074 ]

⑤۔رسول ﷺ نے فرمایا:

”جب اللہ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اس نے ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے



اوپر ہے جس میں لکھا ہے میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے"

[ صحيح البخاري حديث : 3194 , صحيح مسلم حديث : 7147 ]

⑥۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

" قریب الوفات آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر آدمی نیک ہو تو وہ کہتے ہیں نکل اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی نکل تو قابل تعریف ہے تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی اور اس رب کی جو ناراض نہیں ہے اسے برابر اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل جاتی ہے پھر وہ (فرشتے) اسے آسمان کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کون ہے؟ وہ کہتے ہیں فلاں شخص ہے تب کہا جاتا ہے خوش آمدید پاک روح جو پاک جسم میں تھی داخل ہو جا تو قابل تعریف ہے اور تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی اور رب کی جو ناراض نہیں۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ اسے لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں جس پر اللہ عزوجل ہیں........."

[ سنن ابن ماجة حديث : 4262 , مسند أحمد حديث : 8754 ]

⑦۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی طرف طیب چیز ہی چڑھتی ہے"

[ صحيح البخاري كتاب التوحيد حديث : 7430 ]

⑧۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یکے بعد دیگرے تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں اور یہ عصر اور فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ اوپر چڑھتے ہیں، جنہوں نے رات تمہارے ساتھ گزاری ہوتی ہے، پھر اللہ تمہارے بارے میں ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ اسے تمہاری خوب خبر ہے، پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے"۔

[ صحيح البخاري كتاب التوحيد حديث : 7429 ]

⑨۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- "اللہ تعالی سوتا نہیں نہ سونا اس کی شان کے لائق ہے وہ

میزان کو جھکاتا اور بلند کرتا ہے اس کی طرف دن کے عملوں سے پہلے رات کے عمل اور رات کے عملوں سے پہلے دن کے عمل بلند کیے جاتے ہیں، اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اسے ہٹا دے تو اس کے چہرے مبارک کے جلوے سے اس کی وہ تمام مخلوق جل جائے جس تک اس کی نظر پہنچتی ہے“۔

[ صحیح مسلم حدیث : 179 , سنن ابن ماجة حديث : 195]

⑩ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور بیوی انکار کر دے تو وہ جو آسمان پر ہے ناراض رہتا ہے حتی کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے“۔

[ صحیح مسلم حدیث : 3613]

# اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے دلائل

①۔زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں کہ تم لوگوں کی تمہارے گھر والوں نے شادی کی اور میری اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے شادی کی۔

[ صحيح البخاري كتاب التوحيد حديث :7420 ]

②۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

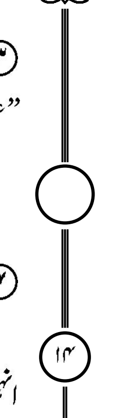
”اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت ساتوں آسمانوں کے اوپر سے نازل کی“

[مسند أحمد حديث:2496]

③۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے اس سے تمہارے اعمال کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں“۔

[ شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للإمام الالكائي – 659 وصححه الألباني في مختصر العلو]



④۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

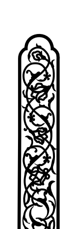
”اللہ کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو پسند کرتی تو شاید میں انہیں قتل کر دیتی مگر اللہ کو علم تھا اپنے عرش پر سے کہ میں نے ان کے قتل کو پسند نہیں کیا“۔

[ الرد على الجهمية للإمام الدارمي – 35 وصححه الألباني في مختصر العلو]

⑤۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ارشاد فرمایا:

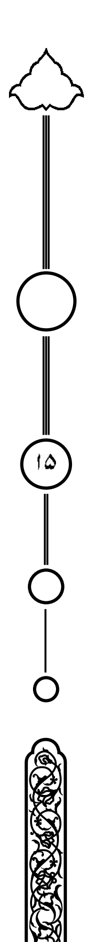
”اے لوگو، اگر محمد ﷺ آپ کے معبود ہیں جن کی آپ عبادت کرتے ہیں تو وہ فوت ہو گئے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے تو وہ نہیں فوت ہوا“۔

[ الرد على الجهمية للإمام الدارمي – 30 , مصنف ابن أبي شيبة رقم: 38176 وصححه الذهبي في كتاب العرش 125/2]



⑥۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو وہ اونٹ پر سوار تھے اور لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور کہا، اے امیر المؤمنین آپ سواری کے لئے (ترکی) گھوڑے کو کیوں نہیں اختیار کرتے تاکہ آپ سے اعلی مرتبے کے لوگ ملاقات کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اپنا مقام نہیں بتارہا اصل تو مقام اس کے نزدیک ہے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا میرے اونٹ کا راستہ چھوڑ دو۔

[ كتاب السنة للإمام الخلال – 397, قال الحافظ الذهبي إسناده كالشمس وقال الألباني إسناد صحيح على شرط الشيخين مختصر العلو ص 103]



# تابعین اور ائمہ رحمہم اللہ کے اقوال

(۱)۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی کیسے پہچان ہونی چاہیئے؟ تو انہوں نے کہا ساتویں آسمان کے اوپر عرش پر اور ہم جہمیہ کی طرح نہیں کہتے کہ وہ یہاں زمین پر ہے۔

[كتاب السنة لعبدالله بن أحمد – 22 , خلق أفعال العباد للبخاري- 13]

(۲)۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا:

"اللہ آسمان پر ہے اور اسکا علم ہر جگہ ہے اس کے علم سے کوئی جگہ خالی نہیں"۔

[ شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للإمام اللالكائي – 673 كتاب السنة لعبدالله بن أحمد - 213 ]

(۳)۔ امام عبد الرحمن الاوزاعی نے کہا:

"ہم اور کثیر تعداد تابعین کہتے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور ان صفات پر ایمان لاتے ہیں جو سنت سے ثابت ہیں"۔

[ الأسماء والصفات للبيهقي ص 410 وصححه شيخ الإسلام ابن تيمية في الفتوى الحموية ]

(۴)۔ سلمان التیمی رحمہ اللہ نے کہا:

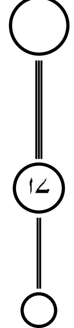
"اگر میرے سے پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے؟ تو میں کہوں گا آسمان پر"

[ شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للإمام اللالكائي 671 , خلق أفعال العباد للإمام البخاري – 63 وقال الألباني سائر رجاله ثقات مختصر العلو ص 133]

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں "سلیمان التیمی علم وعمل کے اعتبار سے بصرہ کے ائمہ میں سے تھے"۔[ مختصر العلو ص 133]

⑤۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ مجھے نہیں پتا کہ میرا رب آسمان پر ہے یا زمین پر تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا اس نے کفر کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "رحمن عرش پر بلند ہوا" [طہ۔۵] اور اسکا عرش ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن پتا نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ کافر ہے کیونکہ اس نے یہ انکار کیا کہ وہ آسمان پر ہے جس نے اس کے آسمان پر ہونے کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔

[ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي ص 267 ، كتاب العرش للذهبي 178/2 ]



امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرنے والے اکثر حنفی اعتقاد میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیروی نہیں کر رہے (دیوبندی و بریلوی وغیرہ) اسی لئے اللہ تعالیٰ کے عرش پر بلند ہونے کا جن احناف نے انکار کیا ان کے بارے میں امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اور ان کی طرف توجہ نہ دی جائے جنہوں نے اس کا [مطلب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عقیدے کہ اللہ عرش پر بلند ہے] انکار کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی طرف نسبت کی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اکثر عقائد سے اختلاف کرتے ہوئے معتزلہ اور دوسرے فرقوں نے ان کی طرف نسبت کی ہے"۔

[ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي ص 268]

شیخ محمد بن عبد الرحمن الخمیس حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس کلام میں ماتریدیہ میں سے متکلمین اور دوسرے متکلمین پر فصیح رد ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے تعصب کرتے ہوئے فروعات میں ان کی پیروی کرتے ہیں اور اصول میں ان کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کے لیے صفت علو (بلند) کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں "اللہ نہ عالم کے داخل ہے نہ خارج نہ اوپر نہ نیچے بلکہ وہ ہر جگہ ہے" اور ان کا یہ کلام صریح کفر ہے۔

[ الشرح الميسر على الفقهين الأبسط والأكبر للدكتور محمد الخميس ص 135]

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بات مانتے ہیں کہ اللہ عرش پر ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ زمین پر ہے کیوں کہ امام صاحب نے اس کی نفی نہیں کی۔

ایسے لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے جواب کی طرف غور ہی نہیں کیا۔ جب امام صاحب سے یہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے نہیں پتا کہ اللہ آسمان پر ہے کہ زمین پر تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اللہ ہر جگہ ہے بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ واضح کیا کہ وہ عرش پر ہے اور اس کا عرش ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ تو سلف سے جس چیز کا اثبات ہے ہو یہ کہ اللہ عرش پر ہے نہ کے زمین پر اور اس کی نفی امام عبد اللہ بن المبارک کے قول میں گزر چکی ہے۔

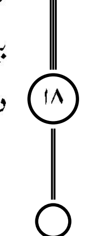
⑥۔ امام اسماعیل المزنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ عرش پر بلند ہے اور علم کے ساتھ اپنی مخلوق کے قریب ہے"۔

[ شرح السنة للإمام المزني ص 81 ]

امام المزنی رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

[ سير أعلام النبلاء للذهبي 491/23]



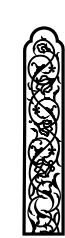
⑦۔ امام عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس لونڈی کے بارے میں ایمان کی گواہی دی جس نے اللہ کہاں ہے؟ کے سوال کے جواب میں کہا "آسمان پر" لکھتے ہیں:

"اس حدیث رسول ﷺ میں دلیل ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ علم نہیں کہ اللہ زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہے تو وہ شخص مؤمن نہیں"

[ الرد على الجهمية للدارمي ص 52]

مزید لکھتے ہیں:

"اگر معاملہ ایسے ہوتا (کہ اللہ ہر جگہ ہے) جیسے ان کج روی والوں نے دعویٰ کیا تو اللہ کے رسول ﷺ اس لونڈی کے قول اور علم کا انکار کر دیتے لیکن اس نے یہ علم حاصل کر کیا (کہ اللہ آسمان پر ہے) تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تصدیق کی اور اس کے ایمان کی گواہی دی۔ اور اگر اللہ زمین پر ایسے ہی ہوتا



جیسے وہ آسمان پر ہے تو اس کا ایمان مکمل نہ ہو تا حتیٰ کہ وہ اس کو زمین پر جانتی جیسے اس نے آسمان پر جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے، اپنی مخلوق سے جدا، جس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے نہیں پہچانا اس نے اپنے معبود کو نہیں پہچانا جس کی وہ عبادت کرتا ہے۔ عرش پر سے اللہ تعالیٰ کا علم اپنی بڑی اور چھوٹی مخلوق کے لیے ایک ہے اس سے کوئی چیز دور نہیں۔ اللہ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں"۔

[ الرد علی الجهمية للدارمي ص 53 ]

(۸)۔ امام محمد بن خزیمہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس چیز کا بیان کہ اللہ عزو جل آسمان پر ہے جیسا کہ اس نے قرآن اور اپنے نبی ﷺ کی زبان سے ہمیں خبر دی۔ اور جیسے مسلمانوں کی فطرت سے سمجھایا گیا۔ عالم ہو یا جاہل، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا بچہ جو کوئی بھی اللہ کو پکارتا ہے وہ اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اوپر کی طرف بلند کرتا ہے نہ کہ نیچے کی طرف"

[ كتاب التوحيد لا بن خزيمة 161/1 ]

(۹)۔ امام ابو الحسن الاشعری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اور اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے، زمین پر نہیں۔ اور اس پر دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا قول "کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے کہ تمہیں وہ زمین میں دھنسا دے" (الملک:16)

اور

" تمام ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل جسے وہ بلند کرتا ہے"۔(فاطر:10)

[ رسالة إلى أهل الثغر للإمام أبو الحسن الأشعري ص 232]

(۱۰)۔ امام ابو بکر محمد الآجری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اور جس طرف اہل علم گئے ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے

عرش پر ہے اور اس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے"۔

[ الشريعة للآجري 262 ]

⑪۔ امام اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اہل حدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر بلند ہے جیسا کہ اس کی کتاب میں آیا ہے"۔

[ عقيدة السلف وأصحاب الحديث ص 175 ]

⑫۔ شیخ ابو نصر السجزی رحمہ اللہ اپنی کتاب الابانۃ میں لکھتے ہیں:

"ہمارے ائمہ سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عبد اللہ بن مبارک، فضیل بن عیاض، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے"۔

[سير أعلام النبلاء للحافظ الذهبي 168/34 , مجموع الفتاوى لشيخ الإسلام ابن تيمية 262/3]

⑬ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اہل سنت نے اس پر اجماع کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ وہ عرش پر نہیں"۔

[ الفتوى الحموية ص :171 ]



تابعین اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ کے اقوال سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر بلند ہے۔ کسی بھی صحابی یا تابعی سے یہ ثابت نہیں کہ اللہ زمین پر بھی ہے، اور اصل اہل سنت صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ کی جماعت تھی۔ جس کا عقیدہ ان کے موافق ہے وہ اہل سنت ہے اور جس کا عقیدہ ان کے مخالف ہے وہ اہل بدعت میں سے ہے۔

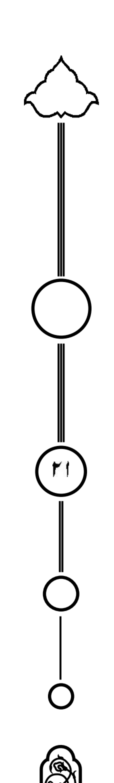


## اجماع سے دلیل

①۔ امام ابن بطۃ العکبری رحمہ اللہ اپنی کتاب الابانۃ میں لکھتے ہیں:
”صحابہ اور تابعین کے مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ اللہ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے، اپنی مخلوق سے جدا“۔
[مختصر العلو للذهبي ص: 253]

②۔ امام ابو عمر الطلمنکی رحمہ اللہ اپنی کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول میں لکھتے ہیں:
”اہل سنت کے مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا کہ اللہ تعالیٰ کے قول ”وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو“ (سورۃ الحدید۔۴)۔ اور اس طرح کی دوسری قرآن کی آیات سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ ذات کے ساتھ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر بلند ہے جیسے اس نے چاہا“۔
[مختصر العلو للذهبي ص: 264]

③۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
”اہل سنت والحدیث اور سلف امت اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے۔ اپنی مخلوق سے جدا، نہ اس کی ذات میں اس کی مخلوقات کی کوئی چیز ہے نہ اس کی مخلوقات میں اس کی ذات کی کوئی چیز ہے۔ اور اس پر کتاب وسنت اور سلف امت اور ائمہ سنت کا اجماع ہے، بلکہ اول وآخر تمام مؤمنین اسی پر ہیں“۔
[ الفتاوى الكبرى لابن تيمية 468/6 , المسائل العقدية التي حكى فيها ابن تيمية الإجماع ص : 378 ]

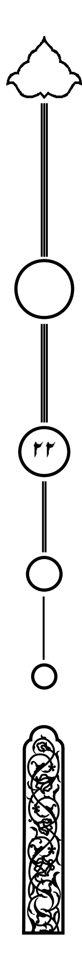


# عقل وفطرت کی دلیل

شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”عقل سے اللہ تعالیٰ کے علو (بلندی) کی دلیل یہ کہ علو (بلندی) صفت کمال ہے اور نیچے ہونا صفت نقص اور اللہ تعالیٰ صفات کمال سے موصوف ہے اور صفات نقص سے پاک۔ اور فطرت سے اللہ تعالیٰ کے علو (بلندی) کی دلیل کہ کوئی بھی پکارنے والا اپنے رب کو پکارے گا تو وہ اپنے دل میں اوپر کی سمت کی ضرورت پائے گا اور یہ بغیر کسی کتاب کے پڑھے اور معلم کی تعلیم کے“۔

[ القواعد المثلی لا بن عثمین ص : 128 ]



# شبہات اور ان کا ازالہ

①۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے“۔(سورۃ الحدید:4)

اور اللہ تعالیٰ نے میں ارشاد فرمایا:

”تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی ہو“۔(سورۃ المجادلۃ:7)

جو شخص ان آیات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے یا جیسے اللہ آسمان پر ہے اسی طرح ہمارے ساتھ زمین پر بھی ہے تو ہم اسے کہیں گے کہ ضروری نہیں کہ معیت (ساتھ ہونا) صرف اختلاط کے ذریعے سے ہی ہو یا ذات کے ساتھ وہاں موجود ہونا ضروری ہو۔

شیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی جو معیت جس کا ذکر اس نے اپنی کتاب میں کیا وہ دو قسم کی ہے:

علم اور احاطہ کی معیت اور یہ معیت عام ہے، وہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہوں۔

اور خاص معیت اور اس کی یہ معیت اپنی خاص مخلوق کے لئے ہے، نصرت و تائید اور احسان کے ساتھ“۔

[ تیسیر الکریم الرحمن ص 944 ]

اب ہم سلف صالح رحمہم اللہ کے فہم کی روشنی میں ان آیات کی تشریح دیکھتے ہیں:

نعیم بن حماد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے قول (وھو معکم) وہ تمہارے ساتھ ہے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

”اس کے علم کے ساتھ اس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ کیا تم نے اللہ کا یہ قول

نہیں دیکھا "تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے"
[ كتاب العرش للحافظ الذهبي 238/2 وقال الألباني في مختصر العلو ص: 184 فالسند صحيح ]
"وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو"۔(سورۃ الحدید:4)
امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:
"اے لوگو! وہ تمہیں دیکھ رہا ہے تم جہاں بھی ہو۔ تمہیں اور تمہارے اعمال اور تمہاری آمد ورفت اور رہنے سہنے کا اسے علم ہے۔ اور وہ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے"۔
[ تفسير الطبري 662/10]
امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے اس آیت (وهو معكم أينما كنتم ) کے بارے میں لکھا:
"تأویل (تفسیر) کا علم رکھنے والوں نے کہا کہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ کے علم نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے"۔
[ رسالة إلى أهل الثغر لأبي الحسن الأشعري ص : 234 ]
ضحاک بن مزاحم الھلالی رحمہ اللہ نے اس آیت "تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے" (سورۃ المجادلۃ:7) کے بارے میں کہا:
"وہ عرش پر ہے اور اس کا علم ان کے ساتھ ہے"۔
[ تفسير الطبري رقم : 33850 ]
امام ابو بکر البیہقی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے" (سورۃ الحدید : 4 ) کے بارے میں لکھتے ہیں:
"اس سے مراد علم کے ساتھ نہ کہ ذات کے ساتھ"
[ الإعتقاد للبيهقي ص : 109 ]
دوسری جگہ لکھتے ہیں:
"تم جہاں بھی ہو وہ تمہاری ساتھ ہے یعنی اس کی قدرت اور بادشاہی اور علم

تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو“

[ الأسماء والصفات للبيهقي ص : 428 ]

اور اگر سورۃ مجادلۃ کی مندرجہ ذیل آیت پر غور کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ آیت کا شروع اور اختتام اللہ تعالیٰ کے علم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے“ (سورۃ المجادلۃ:7)

امام عثمان الدارمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس آیت کے بارے میں:

”علم کے ساتھ اللہ ان کے ساتھ ہے جس علم سے آیت شروع اور ختم کی گئ“

[ الرد على الجهمية للدارمي ص : 50 ]

امام محمد بن حسین الآجری رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آیت علم سے شروع کی اور علم سے ختم کی اس کے علم نے اس کی تمام مخلوق کا احاطہ کر رکھا ہے اور وہ عرش پر ہے اور یہی مسلمانوں کا قول ہے“۔

[ الشريعة للآجري ص 262 ]

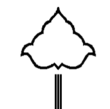
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ایک سے زائد نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ اس آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم کی معیت ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے علم کی معیت مراد لینے میں کوئی شک نہیں۔ اس کا سننا بھی اس کے علم کے ساتھ ان کو احاطہ میں رکھے ہوئے ہے“۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر مطلع ہے۔ ان کا کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا، بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے)۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: ”آیت کو شروع بھی علم کے ساتھ کیا اور ختم بھی“۔[تفسير ابن كثير 12/8]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”کہا کہ اللہ ہم میں اور ہمارے ساتھ ہے تو ہم نے کہا کہ تم نے آیت کو شروع سے کاٹ کیوں دیا۔ اللہ تعالیٰ شروع میں فرماتے ہیں (کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے) پھر کہا (تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے) یعنی اللہ اپنے علم کے ساتھ ان کا چوتھا ہوتا ہے (اور پانچ نہیں مگر) اللہ علم کے ساتھ (ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم کا اور نہ زیادہ مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے) یعنی علم کے ساتھ ان میں (وہ جہاں بھی ہوں پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا بیشک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے)۔ آیت کا شروع بھی علم کے ساتھ کیا اور ختم بھی علم کے ساتھ“۔



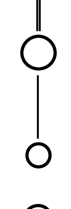
[الرد على الزنادقة والجهمية للإمام أحمد بن حنبل ص :296]

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

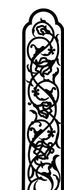
”صحابہ اور تابعین کے علماء جن سے قرآن کی تاویل (تفسیر) بیان کی گئی انہوں نے اس آیت کی تاویل (تفسیر) میں کہا اللہ عرش پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔ اور اس میں ان کی مخالفت کسی نے نہیں کی کہ اس کے قول سے حجت لی جائے“۔[ التمهيد لابن عبدالبر 139/7 ]







خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عام معیت ہے اپنے بندوں کے لیے، وہ علم رکھتا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص معیت اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ متقین اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے“ (سورۃ النحل:128) اور فرمایا: ”اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“ (سورۃ البقرۃ:153)



غار میں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے“ (سورۃ التوبۃ: 40)

ان آیات سے مراد اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اور احسان ہے۔

②۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے سوال کریں تو میں قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی بھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں"۔ (سورۃ البقرۃ:186)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا عرش پر بلند ہونا اور بندوں کے قریب ہونا متضاد نہیں۔ وہ عرش پر ہوتے ہوئے اپنے پکارنے والے بندوں کی پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اے محمد ﷺ اگر میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں میں کہاں ہوں؟ تو میں ان کے قریب ہوں۔ ان کی دعا سنتا ہوں اور ان میں سے پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہوں"۔

[ تفسير الطبري 132/2 ]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کی دعا کو ضائع نہیں کرتا۔ نہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس دعا سے غافل رہے بلکہ وہ دعا سننے والا ہے۔ اور اس میں دعا کی ترغیب ہے اور یہ کہ دعا اللہ کے پاس ضائع نہیں ہوتی"



[ تفسير ابن كثير 468/1 ]

امام ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یہ قرب اس کو پکارنے اور سوال کرنے والے کے لیے ہے"۔

[ الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة ص : 795 ]

اسی سلسلہ میں ایک روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لیے رسول ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے وہ تمہارے ساتھ ہے بیشک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ برکتوں والا ہے

اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے“

[ صحيح البخاري حديث : 2992]

اور مسند احمد کے الفاظ ہیں:

”تم سننے اور دیکھنے (سمیع و بصیر) والے کو پکار رہے ہو۔ تم جس کو پکار رہے ہو وہ تم میں سے کسی کی سواری کی گردن سے زیادہ قریب ہے۔ اے عبد اللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے کلمہ نہ بتادوں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ“

[ مسند أحمد حديث : 19599]

اگر حدیث کے الفاظ کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سواری کی گردن سے زیادہ قریب ہونے کے ساتھ اس کے سمیع و بصیر (سننے اور دیکھنے) کا بھی ذکر کیا۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

”اللہ عز و جل اس کا محتاج نہیں کہ تم اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر تسبیح، تحمید اور تکبیر میں آواز بلند کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا ہے اور وہ عظمت والا بلندی والا قریب ہے۔ اس کے ساتھ وہ آسمانوں کے اوپر ہے لیکن اس نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے“۔

[ شرح رياض الصالحين 610/4]

(۳)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دلوں کے وسوسوں سے خوب واقف ہیں اور ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔ جبکہ دو (فرشتے) ضبط تحریر میں لانے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے سب کچھ ریکارڈ کرتے جاتے ہیں“۔ (سورۃ ق:16,17)

اس آیت کی تفسیر میں ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کا قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرب کو فرشتوں کے ضبط تحریر سے مقید کیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

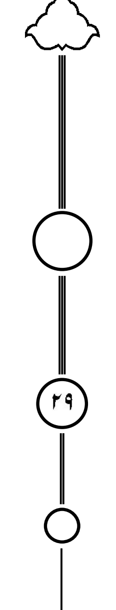
”یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے انسان کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ اور جس نے اس کی تفسیر علم کی تاکہ حلول اور اتحاد لازم نہ آجائے تو وہ بالاجماع اس رب کی مقدس ذات سے بعید ہے۔اور وہ اس سے بالکل پاک ہے“۔

[تفسیر ابن کثیر 404/7]

دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد علم قدرت کا احاطہ ہے اور اگر آیت پر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کے وسوسوں کے علم کا تذکرہ کیا فرمایا(ہم اس کے دلوں کے وسوسوں سے خوب واقف ہیں اور ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں)

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بھی ان دونوں اقوال کا تذکرہ کیا۔

[الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة ص: 794]



④۔اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب جان حلق تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو اور ہم اس وقت تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے“ (سورۃ الواقعۃ: 83-85)



یہاں پر نزع کی حالت میں فرشتوں کے قرب کا تذکرہ ہے۔

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”ہمارے فرشتے جو روح قبض کرتے ہیں وہ تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے“

[تفسير الطبري 654/10]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں یعنی اپنے فرشتوں کے ساتھ۔ اور تم انہیں دیکھ نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا(اور وہ غالب ہیں اپنے بندوں کے اوپر اور وہی تمہاری نگہبانی کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے

یہاں تک کہ تم میں سے کسی کی موت واقع آجاتی ہے تو اسے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے فوت کر لیتے ہیں۔ اور وہ کوئی کوتاہی نہیں کرتے)(سورۃ الأنعام:61)"

[ تفسیر ابن کثیر 551/7 ]

۵۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

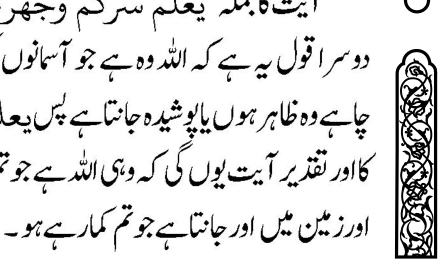
"اور وہی اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں وہ تمہارے بھیدوں کو اور ظاہر احوال کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ تم عمل کر رہے ہو اسے بھی وہ جانتا ہے"۔

(سورۃ الأنعام : 3)

بعض لوگوں نے اپنی جہالت کی بنیاد پر دعویٰ کیا کہ اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی وہ ہر جگہ ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں اس کے بعد کہ ان سب نے جہمیہ کے اس قول کو غلط قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے۔ اللہ کی برتر و بالا ذات اس سے بالکل پاک ہے۔ سب سے صحیح قول یہ ہے کہ آسمانوں میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور زمین میں بھی، اس کی الوہیت وہاں بھی ہے اور یہاں بھی۔ سب اسی کو پکارتے ہیں اور اسی سے امیدیں وابستہ ہیں سب کے دل اس سے لرزتے ہیں سوائے جس نے انس و جن میں سے کفر کیا۔ یہ آیت اللہ تبارک و تعالیٰ کے قول(وهو الذي في السماء إله وفي الأرض إله ,سورۃ الزخرف:84) وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے یعنی آسمانوں میں جو ہیں سب کا معبود وہی ہے اور اسی طرح زمین والوں کا بھی سب کا معبود وہی ہے۔ اب اس آیت کا جملہ "يعلم سركم وجهركم" خبر ہو جائے گا یا حال سمجھا جائے گا۔



دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ وہ ہے جو آسمانوں کی سب چیزوں کو اور زمین کی سب چیزوں کو چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ جانتا ہے پس يعلم متعلق ہو گا في السموات وفي الأرض کا اور تقدیر آیت یوں گی کہ وہی اللہ ہے جو تمہارے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم کمارہے ہو۔

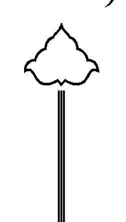
تیسرا قول یہ ہے کہ وهو الله في السموات پر وقف تام کیا جائے پھر جملہ مستانفہ کے طور پر خبر ہے کہ وفي الأرض يعلم سركم وجهركم اور امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی تیسرے قول کو پسند کیا ہے۔

[تفسیر ابن کثیر 274/3]

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی بعض قراء کی جانب وهو الله في السموات پر وقف منسوب کیا ہے۔

[الأسماء والصفات للبيهقي ص: 428]

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول "وهو الذي في السماء إله وفي الأرض إله" (وہی معبود آسمان میں میں بھی ہے اور زمین میں بھی) [سورۃ الزخرف:84]



امام الآجری رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس کا معنی ہے کہ وہ عظمت والا ان کا معبود ہے جو آسمانوں میں ہیں اور معبود ہے ان کا جو زمین میں ہیں۔ معبود ہے جس کی عبادت آسمانوں میں اور زمین میں کی جاتی ہے، علماء نے اس کی تفسیر ایسے ہی کی ہے"۔

امام الآجری پھر امام قتادہ رحمہ اللہ کا قول لائے ہیں:

امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا:

"وہی معبود ہے جس کی عبادت آسمانوں میں کی جاتی ہے اور وہی معبود ہے جس کی عبادت زمین میں کی جاتی ہے"۔

[الشريعة للآجري ص: 270]

٦۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "فأينما تولوا فثم وجه الله" (سورۃ البقرۃ:115)

"تم جہاں کا بھی رخ کرو گے ادھر اللہ کا چہرہ ہے"

یہاں پر "وجه" سے مراد "قبلة" ہے اور سلف صالح رحمہم اللہ سے یہی تفسیر منقول ہے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا:

"(قبلة الله) اللہ کا قبلہ تم مشرق یا مغرب میں ہو اس کی طرف رخ کرو"

[تفسیر الطبری: 1/734]

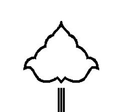
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"امام مجاہد اور امام شافعی رحمہما اللہ اور دوسروں سے قبلۃ اللہ مراد لینا صحیح ہے اور یہ حق ہے اور یہ آیت آیات صفات میں سے نہیں اور جس نے اس کو آیات صفات میں سے گنا اس نے غلطی کی جیسا کہ بعض لوگوں نے کیا"۔

[ مجموع الفتاوی 193/3 ]

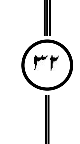
"وجہ" سے اس آیت میں قبلہ مراد ہے اس کے لیے مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے سواری پر نماز پڑھتے تھے اس کا رخ جس طرف ہوتا، اسی کے بارے میں آیت اتری (فأينما تولوا فثم وجه الله) تم جہاں کا بھی رخ کروگے ادہر اللہ کا چہرہ ہے"



[صحيح مسلم حديث : 700 , سنن النسائي حديث : 492]

اور یہ یاد رکھا جائے کہ صرف اسی مقام پر 'وجہ' (چہرہ) سے مراد قبلہ لی گئی ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت وجہ (چہرہ) ہے جیسا کہ دوسری آیات اور احادیث اور اقوال سلف میں اس کا تذکرہ ہے۔



(۷)۔ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے کھرچ ڈالا پھر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ:

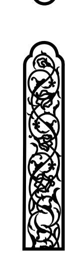


"جب کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ عزوجل ہوتا ہے"۔

[ صحيح البخاري حديث : 406 ]

اور دوسری روایت میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف کر دیا پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص تھوکے تو اسے اپنے منہ کے سامنے یا دائیں طرف نہیں تھوکنا چاہئے البتہ بائیں طرف یا اپنے پاوں کے نیچے تھوک لے"



[صحيح البخاري حديث : 408]

ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے یا یوں فرمایا کہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اس پر تھوکا پھر اس کو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا کہ اس طرح کر لیا کرو“۔[صحيح البخاري حديث 405]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

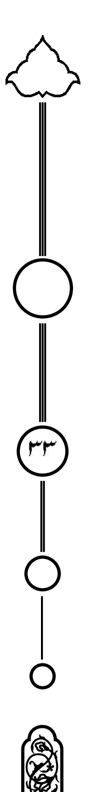
”یہ حدیث حق ہے اور اپنے ظاہر پر محمول ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر ہے اور نمازی کے سامنے بھی ہے بلکہ یہ وصف مخلوقات کے لیے بھی ثابت ہوتا ہے اگر انسان آسمان یا سورج اور چاند سے بات کرے تو آسمان، سورج اور چاند اس کے اوپر بھی ہوں گے اور سامنے بھی۔ نبی ﷺ نے اس کو ایک مثال سے بیان کیا ہے حالانکہ اللہ کے لیے اعلیٰ مثال ہے لیکن مثال بیان کرنے کا مقصد اس کے جواز اور امکان کا بیان ہے نہ کہ مخلوق کو خالق سے تشبیہ۔ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا قیامت کے دن ہم اللہ کو دیکھیں گے ؟ اور مخلوق میں اس کی کیا نشانی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو رزین کیا تم میں سے ہر شخص چاند کو اس طرح نہیں دیکھتا گویا وہ اکیلا ہی اسے دیکھ رہا ہے، میں نے کہا جی ہاں فرمایا اللہ زیادہ عظمت والا ہے اور یہ (چاند) مخلوقات میں اس کی نشانی ہے“۔

[سنن أبي داود حديث :4731، سنن ابن ماجة حديث : 180]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے سورج اور چاند کو دیکھتے ہو“

[مسند أحمد حديث:11135]



تو رؤیت کو رؤیت سے تشبیہ دی اگرچہ دیکھے جانے والی چیز آپس میں مشابہت نہیں رکھتیں۔ مؤمن قیامت کے دن جب اپنے رب کو دیکھیں گے اور بات کریں گے تو ہر کوئی اسے اپنے اوپر سامنے دیکھے گا جیسے سورج اور چاند کو دیکھتا ہے اور اصل میں کوئی متضاد نہیں۔ جس کے نصیب میں اللہ کی معرفت اور اللہ کے بارے میں راسخ علم ہو کتاب و سنت پر اس کا اقرار زیادہ پختہ ہوتا ہے“

[ مجموع الفتاوی 107/5 ]

⑧۔ اہل بدعت کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جب ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے تو ہم نے اللہ کو جہت یا مکان میں محصور کر دیا اور اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جہت اور مکان کی نفی اور اثبات قرآن و حدیث میں نہیں ہے اس لیے ان الفاظ کے معنی کو دیکھا جائے گا خصوصا اہل بدعت اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنے کے لیے ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”جس نے جہت کی نفی کی اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہاری مراد جہت سے کوئی موجود چیز مخلوق ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ مخلوقات کے اندر نہیں یا تمہاری مراد جہت عالم کے پیچھے تو کوئی شک نہیں کہ اللہ عالم کے اوپر اپنی مخلوقات سے جدا ہے۔ اسی طرح جس نے کہا اللہ جہت میں ہے اس سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری مراد عالم کے اوپر ہے یا اللہ اپنی کسی مخلوقات میں داخل ہے۔ اگر پہلی بات مراد لی گئ تو حق ہے اور اگر دوسری بات مراد لی گئ تو باطل ہے“۔

[التدمرية ص : 66]

اسی طرح کا قول امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ کا شرح العقیدہ الطحاویۃ میں بھی ہے۔

⑨۔ اہل بدعت یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کے اوپر ہونے سے مراد جیسے کہا جاتا ہے کہ عام پولیس کے اوپر انسپکٹر یا وزیر پر امیر وغیرہ۔

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ نے اس طرح کی سوچ اور بات کے متعلق کہا کہ ان سے عقول

سلیمہ اور قلوب صحیحہ نفرت کرتے ہیں اور کہا کہ اس طرح کی بات کرنا اسی طرح ہے جیسے کوئی کہے کہ برف ٹھنڈی ہے اور آگ گرم ہے اور چراغ کی روشنی سورج سے زیادہ ہے اور آسمان گھر کے چھت کے اوپر ہے۔ اور امام صاحب نے کہا کہ اس میں کوئی مدح و تعظیم و تمجید نہیں بلکہ یہ گھٹیا کلام ہے تو اللہ کے لائق کیسے بلکہ امام صاحب نے کہا کہ اس میں تنقیص ہے۔

[ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي ص 268 ]

⑩۔ اہل بدعت ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کا قول تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل نہیں کرنی پھر آپ نے ”وھو معکم“ سے مراد علم لیا یہ بھی تو تاویل ہے۔

ہم کہتے ہیں جس تاویل سے ہم نے صفات میں انکار کیا اس سے مراد تحریف ہے جس پر کوئی اور دلیل نہ کتاب و سنت اور نہ اقوال سلف سے ہو۔

اور تاویل بہت سارے معنی میں استعمال ہوتی ہے بعض اوقات تاویل سے تفسیر مراد لی جاتی ہے اور بعض اوقات حقیقت کلام۔

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اور ان (امام طحاوی) کی مراد ہر جس چیز کا نام تاویل ہو چھوڑ دینا نہیں نہ ہی کچھ لوگوں کا کتاب و سنت سے راجح دلیل کی بنا پر کچھ ظواہر کو چھوڑ دینا بلکہ ان کی مراد فاسد بدعتی تاویلات کا ترک ہے جو مذہب سلف کی مخالفت کرے اور کتاب وسنت سے اس کے فاسد ہونے پر دلیل ہو“۔

[ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي ص :181 ]

دوسرے مقام پر امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”صحیح تاویل وہ ہے جس پر کتاب و سنت کے نصوص دلالت کرتے ہوں اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو وہ تاویل فاسد ہے“۔

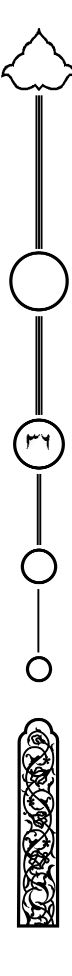
[ شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي ص :183 ]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح کتاب تدمریۃ میں لکھا۔

ہم نے جو ”وھو معکم“ کی تفسیر علم سے کی تو وہ حقیقت ہے اور اقوال

سلف سے بھی ثابت ہے جیسے گزر چکا ہے اور اہل بدعت جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تأویل کرتے ہیں وہ تحریف ہے جس پر کتاب و سنت اور فہم سلف سے کوئی دلیل نہیں۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین



# مصادر ومراجع


1) صحيح بخاري
2) صحيح مسلم
3) سنن أبي داود
4) سنن ابن ماجة
5) مسند أحمد بن حنبل
6) مصنف ابن أبي شيبة
7) كتاب العرش للذهبي / أضواء السلف
8) مختصر العلو للذهبي بتحقيق الألباني / المكتب الإسلامي
9) التمهيد لابن عبدالبر / مؤسسة القرطبة
10) رسالة إلى أهل الثغر للأشعري / مكتبة العلوم والحكم
11) شرح السنة للمزني / مكتبة دار المنهاج
12) الشريعة للآجري / دار الصديق
13) الأسماء والصفات للبيهقي / دار الحديث القاهرة
14) الرد على الجهمية للدارمي / المكتبة الإسلامية القاهرة
15) خلق أفعال العباد للبخاري / دار ابن القيم ودار ابن عفان
16) شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائي / دار الحديث القاهرة
17) شرح العقيدة الطحاوية لابن أبي العز الحنفي / دار ابن رجب
18) الفتوى الحموية لابن تيمية / دار الإتقان
19) التوحيد لابن خزيمة / مكتبة الرشد
20) سير أعلام النبلاء للذهبي / مؤسسة الرسالة

21) كتاب السنة للخلال / دار الراية
22) عقيدة السلف وأصحاب الحديث للصابوني / دار العاصمة
23) الفتاوى الكبرى لابن تيمية / دار الكتب العلمية
24) المسائل العقدية التي حكى ابن تيمية الإجماع / دار الهدى النبوي
25) القواعد المثلى لابن عثيمين / مدار الوطن للنشر
26) الشرح الميسر على الفقهين الأبسط والأكبر لمحمد الخميس / مكتبة الفرقان
27) تيسير الكريم الرحمن في كلام المنان للسعدي / مؤسسة الرسالة
28) تفسير الطبري / دار الحديث
29) الإعتقاد للبيهقي / رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء السعودية
30) تفسير ابن كثير / دار الحديث
31) الرد على الجهمية والزنادقة لابن حنبل / دار القبس
32) الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة لابن القيم / دار العصرية
33) شرح رياض الصالحين لابن عثيمين / مدار الوطن للنشر
34) التدمرية لابن تيمية/ مكتبة دار المنهاج